ابن صفی کی تحریروں میں طنز و مزاح

ڈاکٹر محمد راغب محمد طالب دیشمکھ صدر شعبۂ اردو، جی ایس سائنس، آرٹس اینڈ کامرس کالج، کھام گاؤں ضلع بلڈانہ مہاراشٹر موبائل نمبر۔09422926544

Email-ragibdeshmukh@yahoo.co.in

خوش طبعی اور مزاح ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ آج مختلف النوع مسائل سے پوری دنیا دو چار ہے اور لوگ خود اپنے لیے بھی مشکل سے وقت نکال پاتے ہیں۔ ذہنی تناؤ اور کام کا بوجھ انسان کو وقت سے قبل ناتواں اور جھنجھلاہٹ کا شکار بنا دیتا ہے۔ اس صورت حال میں ہنسی کا کوئی موقع، کچھ ظریفانہ جملے اور مضحکہ خیز باتیں تھوڑی دیر کے لیے ہمیں خوشی اور دل بستگی کا سامان فراہم کر دیتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہنسنے سے خون بڑھتا ہے اور ہنسی کا کوئی موقع نہیں جانے دینا چاہیے۔ اسی ضرورت کو محسوس کر کے ہمارے ادیبوں نے طنز و مزاح اور ظرافت کی بنیاد ڈالی۔ ان طنزیہ و مزاحیہ ادیبوں کی تحریریں پڑھ لیں اور لگاتار پڑھتے رہیں تو آپ کو پارک میں جا کر گروپ بنا کر مصنوعی قہقہہ لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مزاح یا مذاق اور دل بستگی ایک ایسی پُر لطف کیفیت ہے، ایک ایسا خوش نما احساس ہے جس میں کچھ دیر کے لیے انسان کو ذہنی خوشی ملتی ہے، یہ ایسا جذبہ ہے جو فطری طور پر تقریباً سبھی انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ مسرت اور شادمانی کے لمحوں میں انسان اس جذبے کا، اس احساس کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے اور یقیناً یہ رب عظیم کی جانب سے انسانوں کو ودیعت کردہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ مزاحیہ ادب دلوں کی پژمردگی، اداسی، تناؤ اور غم و اندوہ کو بھول کر تھوڑی تفریح حاصل کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔

آزادی سے قبل جب ترقی پسندی کا دور دورہ تھا، اُس وقت کے تقریباً تمام لکھنے والوں میں طنز و مزاح کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ سعادت حسن منٹو، عصمت، بیدی اور کرشن چندر کے علاوہ دوسرے ادیب و افسانہ نگار بھی طنز و مزاح سے بھری تحریروں میں طبع آزمائی کرتے رہے۔ بعد میں آزادی کی لڑائی میں جوں جوں شدت آئی، ادیبوں کو مزید موضوعات مل گئے۔ فرقہ وارانہ فسادات، انگریز حکومت کا ظلم اور دیگر معاشی، سیاسی اور سماجی مسائل کو قلمکاروں نے اپنا موضوع بنایا۔ آزادی کے بعد ایک جانب تو لوگوں میں خوشی کا احساس تھا تو دوسری جانب صف ماتم بچھی تھی۔ اس تقسیم نے لاکھوں انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا اور کتنے ہی افراد بے گھر ہو گئے۔ لاکھوں انسانوں کو نقل مکانی کرنی پڑی اور اپنی مٹی، اپنا وطن چھوڑ دینا پڑا۔ اس دور کے ادب اور مختلف تحریروں میں عجیب سی بے حسی در آئی تھی۔ لوگ ایک طرح سے اپنی زندگی سے اکتا گئے تھے اور راہ فرار تلاش کر رہے تھے۔ ایسی صورت حال میں ابن صفی نے اپنے قلم کا جادو بکھیرا اور اُس مشکل دور میں انہوں نے وہ کام کرنے کی ٹھانی جو ناممکن حد تک مشکل تھا۔ انھوں نے طنزیہ و مزاحیہ تحریریں تو لکھیں ساتھ ہی اسی پیرائے میں جاسوسی ناول بھی لکھنے شروع کیے جس کا مقصد قارئین میں اردو زبان و ادب پڑھنے کا شوق و ذوق پیدا کرنا اور ساتھ ہی لوگوں میں قانون اور ملک کے احترام کا جذبہ بھی پیدا کرنا تھا۔ ضمیر اختر رضوی ابن صفی کی مزاح نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابن صفی نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز شاعری اور طنزیہ و مزاحیہ مضامین سے کیا تھا۔ یہ دونوں شعبے ان کے ناولوں میں بھرپور انداز سے ابھر کر سامنے آئے۔ ان کے ناولوں میں مزاحیہ اور طنزیہ انداز، فکر و نظر کے لیے نئی راہیں کھولتا ہے۔ انھوں نے اپنے مزاحیہ طرز تحریر سے قارئین کو زندگی کے حقائق سے قریب تر لانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے مکالموں میں نشتریت، ذہانت، معلومات، غور و فکر اور گہرائی کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ ابن صفی پر جب کبھی بھی تحقیقی کام ہوگا تو محقق کو لکھنا پڑے گا اردو کے طنزیہ ادب میں ابن صفی نے ایک نئے دور کا آغاز کیا تھا۔'' (بحوالہ نئے افق، وادی اردو۔کوم)

ابن صفی نثر میں ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ مزاح کا عنصر کچھ اس طرح گندھ کر رہ گیا ہے کہ پڑھنے والوں کو ان کے ناولوں میں بیک وقت ایک اعلیٰ پائے کی عمدہ نثر کے ساتھ ساتھ بہترین مزاح بھی پڑھنے کو ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک بار جس نے ابن صفی کو پڑھ لیا، عمر بھر ان کا گرویدہ ہی رہا۔

مزاح لکھنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ اسٹیفن لیکاک مزاح کی تعریف کچھ اس طرح سے بیان کرتا ہے: ''یہ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔''

ابن صفی کے لکھے تمام ناول اٹھا کر پڑھ لیجیے، نتیجہ خود ہی سامنے آ جائے گا اور وہ یہ کہ ابن صفی نے اس فنکارانہ اظہار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

تخلیق کا عمل مکمل ذہنی یکسوئی کا متقاضی ہوتا ہے۔ اکثر حساس لوگ تنقید برداشت نہیں کر پاتے۔ اگر کسی لکھنے والے کو مستقل تنقید کا نشانہ بنایا جائے یا اس کے ادبی مقام کو تسلیم نہ کیا جائے تو ان تکلیف دہ حالات میں تحریر کا معیار برقرار رکھنا تو کجا، آدمی لکھنے کے عمل ہی سے دستبردار ہونے پر غور کرنے لگتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ادب کے ناخداؤں نے ادب کی درجہ بندی کر رکھی ہے۔ یہی کچھ ابن صفی کی زندگی میں بھی ہوتا رہا۔ ادب کے علمبرداروں نے انہیں ان کا وہ مقام نہ دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ ان تکلیف دہ حالات میں اپنے کام کے معیار کو برقرار رکھنا بھی محض ابن صفی ہی کا خاصہ تھا۔ وہ اپنی سگی بھانجی نکہت ریحانہ سے کہا کرتے تھے کہ قہقہہ وہی ہے جو آنسوؤں کا سمندر چیر کر نکلے۔ اس قول پر وہ خود بھی ساری عمر عمل پیرا رہے۔ ان کے ذہن و قلب تنقید بے جا کے پتھروں سے متاثر نہیں ہوئے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں گویا ایک نکھار آتا چلا گیا۔

ابن صفی نے مزاح میں بھی شائستگی اور وقار و احترام کو برقرار رکھا ہے۔ گھٹیا پن یا سستے بازاری جملوں اور فحش نگاری سے احتراز کیا ہے۔ وہ نہ صرف بلند پایہ مزاح نگار بلکہ صاحب اسلوب ظرافت نگار بھی تھے۔ جس طرح کے الفاظ اور جس طرح کی زبان کا استعمال ان کی تحریروں میں ملتا ہے وہ کہیں اور نہیں۔ یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ابن صفی اس معاملے میں اردو زبان و ادب کا سب سے بڑا ادیب ہے کہ اُس کی تحریروں اور ناولوں کے نقال سب سے زیادہ رہے ہیں۔ ابن صفی جیسا دردمند دل اور خالص اسلامی نظریات پر عمل پیرا دل و دماغ کہاں سے لاتے جو معاشرے میں صرف اللہ کی ڈکٹیٹر شپ چاہتا ہے جسے کسی ازم وزم سے کوئی لینا دینا نہیں۔ ابن صفی نے اپنے پُر لطف اور چُست جملوں سے ایک ایسا سرور اور مزاح پیدا کیا ہے جس سے پڑھنے والا بے اختیار ہنسنے اور مسکرانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ گھٹے گھٹے سے بوجھل لمحات میں اچانک وہ مزاح کا کوئی ایسا نکتہ نکال لیتے ہیں کہ اسرار و تحیر کے سمندر میں غوطے لگا رہے قاری کو ہنسنے اور خالصتاً تفریح کرنے کا ایک موقع مل جاتا ہے۔ ایک طرف اس کا ذہن ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اس کا تجسس مزید بڑھ جاتا ہے، ناول کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے ابن صفی مزاح کے عناصر کو مزید گہرا کر دینے کا ہنر خوب جانتے ہیں، ملاحظہ ہو جاسوسی دنیا کے پہلے ہی ناول کا یہ اقتباس:

''بھئی فریدی، تم کب شادی کر رہے ہو؟''

''کس کی شادی؟'' فریدی مسکرا کر بولا۔

''اپنی بھئی!''

''وہ میری شادی!'' فریدی نے ہنس کر کہا۔ ''سنو میاں شوکت، اگر میری شادی ہوتی تو تمہاری شادی کی نوبت نہ آتی!''

''وہ کیسے؟''۔

''سیدھی سی بات ہے۔ اگر میری شادی ہوگئی ہوتی تو میں بچوں کو دودھ پلاتا یا سراغ رسانی کرتا۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ کوئی شادی شدہ شخص کامیاب جاسوس ہو ہی نہیں سکتا!''

''تب تو مجھے ابھی سے استعفیٰ دینا چاہیے۔ میں شادی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا!'' حمید نے اتنی معصومیت سے کہا کہ سب ہنسنے لگے۔ (دلیر مجرم)

ابن صفی کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ پڑھنے والے کو ذہنی تناؤ سے نجات دلائیں۔ ابن صفی کچھ لمحے کے لیے اس کی دلجمعی کرتے ہیں اور اُسے تفریح کا ایسا سامان مہیا کرتے ہیں کہ انسان اپنے سارے مسائل بھول کر ان کی جادوئی تحریر کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ذریں قمر ابن صفی کی تحریروں میں طنز و ظرافت کے عناصر پر کچھ یوں تبصرہ کرتی ہیں:

''انھوں نے جاسوسی ادب ضرور تخلیق کیا ہے لیکن انھوں نے کبھی بھی جرائم یا مجرموں کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ ان کے اندازِ تحریر میں وہی زندگی اور روشنی ہے جو ہمیں اکبرالہ آبادی کی شاعری میں ملتی ہے۔ اکبر نے اپنے اشعار کے ذریعے معاشرے کی برائیوں پر طنز کیا ہے اور ابن صفی نے اپنی نثر نگاری میں طنز و مزاح کے ایک بہترین انداز کو اپناتے ہوئے مختلف برائیوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ کاش اب پھر کوئی ایسا ابن صفی پیدا ہو سکے جسے زمانے کی بےقدری کی پروانہ ہو اور وہ ایک ادیب نہ مانے جاتے ہوئے بھی ادب کی خدمت کرتا رہے۔''

(نئے افق، وادی اردو۔ کوم)

مزاح نگار کبھی خود کو، کبھی اپنی کوئی خاص چیز کو، تو کبھی دنیا کی بے ثباتی کو موضوع بناتا ہے۔ ہمیں اس سے تھوڑی دیر کے لیے دل بستگی تو حاصل ہو جاتی ہے ساتھ ہی انشائیہ نگار یا مزاح نگار کا مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن صفی کے فریدی کی زبان سے کہے گئے یہ جملے:

''سنو حمید میں محض سراغ رسانی کی مشین نہیں ہوں۔ میری نظر انسانی کمزوریوں اور مجبوریوں پر بھی رہتی ہے۔ میں جب بھی کسی مجرم کو قانون کے حوالے کرنے لگتا ہوں تو سوچتا ہو کہ کیا اب ہمیں مجرموں سے پناہ مل جائے گی۔ کیا مجرموں کو سزا دینے سے وہ برائی مٹ جائے گی جس میں مبتلا ہو کر یہ پھانسی کے تختے کی طرف آتے ہیں۔ اب تک کروڑوں قاتل سزائے موت پا چکے ہیں لیکن کیا اب قتل نہیں ہوتے۔ کیا مجرموں کی تعداد کم ہو گئی۔''

(خطرناک بوڑھا)

ابن صفی نے متفرق مضامین کے مجموعے ڈپلومیٹ مرغ کے پیش رس میں لکھا تھا ''طنز و مزاح میرا فن نہیں بلکہ کمزوری ہے۔ کمزوری اس لیے کہ میں صاحب اقتدار نہیں ہوں۔ صاحب اقتدار و اختیار ہوتا تو میرے ہاتھ میں قلم کے بجائے ڈنڈا نظر آتا اور میں طنز کرنے یا مذاق اڑانے کے بجائے ہڈیاں توڑتا دکھائی دیتا۔ الحمدللہ کہ میری یہ کمزوری قوم کی عافیت بن گئی اور قوم بلا سے واہ واہ نہ کرے، اسے ہائے ہائے تو نہیں کرنی پڑے گی۔''

ابن صفی کے جاسوسی ناولوں کے بغور مطالعے سے طنز و مزاح کی مذکورہ بالا تعریف جا بجا سچ ہوتی نظر آتی ہے۔ بحیثیت جاسوسی ناول، ان کی تحریریں اوپر بیان کی گئی تعریف پر پوری اترتی ہیں۔ ابن صفی کی تحریریں اس بیان کی مکمل تفسیر ہیں کہ ''ادبی لب ولہجہ اس میں مزید نکھار پیدا کرتا ہے''۔ ابن صفی کے ناولوں سے چند اقتباسات پیش کرتا ہے:

''اگر وہ مفلس آدمی ہوتے تو بھی میں اُن سے اسی طرح محبت کرتی کیونکہ ان کی روح تو مفلسی میں بھی اتنی ہی عظیم ہوئی''۔

''یہ عظیم روح کیا چیز ہے؟۔۔۔ میں نے عظیم الدین سنا ہے۔۔۔ عظیم اللہ سنا ہے مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم نا ہے لیکن یہ عظیم روح۔۔۔'' (آہنی دروازہ۔ عمران سیریز ۱۴)

☆

''عورتیں عموماً ہنسنے ہنسانے پر جان دیتی اور احمقوں سے تو انھیں بڑی دلچسپی ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ اُن کے شوہر نہ ہوں۔'' (حماقت کا جال۔ عمران

سیریز نمبر۲۰)

ابن صفی نے اپنے جاسوسی ناولوں میں دور حاضر کے ادبی مسائل کو بھی موضوع تحریر بنایا کرتے تھے۔ اردو زبان و ادب کی مختلف اصناف میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو موضوع بناتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں چوٹ کرنا ان کی تحریر کا وصف تھا۔ ابن صفی بنیادی طور پر فنون لطیفہ سے مکمل آگاہی رکھنے والے شخص تھے۔ بحثیت ایک جاسوسی ناول نگار، وہ شعر و ادب کے بدلتے ہوئے رجحانات سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ زیادہ تر فقرے وہ اپنے لازوال کردار علی عمران کی زبان سے کہلوایا کرتے تھے۔ ایسی مثالیں پیش خدمت ہیں:

’’اپنے وجود کے ثبوت کے لیے میں ڈیکارٹس کے خیال سے متفق ہوں۔ یعنی میرا ادراک میرے وجود کا ثبوت ہے۔۔ اور میرا وجود کسی کی حماقت کا نتیجہ۔۔۔! لہٰذہ حماقت ہی بنیادی حقیقت ٹھہری۔۔ دنیا کے سارے فتنوں کی جڑ تو عقل ہے۔ اس لیے عقل کو اٹھا کر طاق پر رکھ دینا چاہیے۔ جیسے میں نے رکھ دی ہے۔‘‘

(آنکھ شعلہ بنی۔ عمران سیریز نمبر۴۹)

☆

’’محبوبہ ہر حال میں محبوبہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی کی بیوی ہو یا نہ ہو۔ اور محبوبائیں عموماً بدمعاش ہی رکھتے ہیں۔ شریفوں میں تو بیوی رکھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی۔‘‘ (جاپان کا فتنہ۔ جاسوسی دنیا۷۰)

☆

ابن صفی کی طنزیہ و مزاحیہ تحریروں میں فرار، قصہ ایک ڈپلومیٹ مرغ کا، ٹیمز فانڈ، شیر کا شکار، جگانے والے، آبِ وفات، دیوانے کی ڈائری، شیطان صاحب، رسالوں کے اَسرار، قواعد اردو، ایک یادگار مشاعرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کی مزاحیہ تحریروں کے دو مجموعے ڈپلومیٹ مرغ اور شیطان صاحب، جن میں ڈپلومیٹ مرغ مشتاق احمد قریشی نے اپنے کوششوں سے چھپوایا تھا۔ جب کے شیطان صاحب میں کل ۱۲ طنزیہ و مزاحیہ شہہ پارے شامل ہیں اس کے علاوہ ابن صفی کی غزلیں اور نظمیں بھی شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

ابن صفی کے تقریباً تمام ناولوں میں ہمیں طنز و مزاح کی بھرپور چاشنی ملتی ہے۔ جاسوسی دنیا اور عمران سیریز دونوں کے پلاٹ اور کردار مختلف رہے ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ طنز و مزاح کے موضوعات میں تکرار کا شائبہ نہیں نظر آتا۔

جاسوسی دنیا کے ناول جنگل کی آگ، خطرناک بوڑھا، ہولناک ویرانے، پاگل خانے کا قیدی، شعلہ سیریز، شیطان کی محبوبہ، شادی کا ہنگامہ، مونچھ مونڈنے والی، بے چارہ، بے چاری، صحرائی دیوانہ، گارڈ کا اغوا وغیرہ اور عمران سیریز کے ناول خوفناک عمارت، رات کا شہزادہ، لاشوں کا بازار، گمشدہ شہزادی، حماقت کا جال، رائی کا پربت، پاگلوں کی انجمن میں طنز و مزاح اور ظرافت کی ایسی دلکشی اور شگفتگی موجود ہے جو کسی دوسرے ادیب کی تحریروں میں نہیں ملتی۔ ان ناولوں کے نام یہاں لکھنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ دوسرے ناولوں میں طنز و مزاح نہیں ہے بلکہ ان کے تمام ناولوں میں طنز و مزاح اور ظرافت کے عناصر واضح طور پر نظر آئیں گے۔ ’’پرنس چلی‘‘ کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ پرنس چلی کو پڑھ کر آپ کو سرشار کے خوجی اور آزاد، نذیر احمد کے ظاہر دار بیگ، رسوا کے گوہر مرزا، منشی سجاد حسین کے حاجی بغلول اور امتیاز علی تاج کے چچا چھکن کی یاد آ جائے گی۔

ابن صفی نے یہ ناول اُس وقت تحریر کیا تھا جب جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کے آغاز کو تقریباً ۲۵ تا ۲۷ سال ہو چکے تھے۔ ان کے قلم کی تلخی و ترشی میں کافی وسعت اور گہرائی آچکی تھی۔ اُس دور کا معاشرہ روایت و قدامت پسندی اور مغربی تقلید کے دوراہے پر کھڑا تھا۔ ایسے وقت میں ابن صفی نے چلت چلی کی تخلیق کی۔

جاسوسی یا سری ادب اپنے آپ میں نہایت سنجیدہ ادب ہے۔ اگا تھا کرسٹی، جیمس ہیڈ لے چیز اور دیگر مغربی ناول نگاروں کے ناولوں کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ذہن پر کافی زور دینا پڑتا ہے۔ جب کہ ابن صفی نے ایسے سنجیدہ ادب میں بھی مزاح کی ضرورت کو محسوس کیا اور اپنے کرداروں کی شوخی اور ظرافت سے بہت سارے مسئلے چٹکی میں حل کروا لیے۔ ابن صفی نہ صرف جاسوسی ادب کا بلکہ اردو ادب کا ایک اہم نام ہے جس نے ادب کی تمام اہم اصناف میں طبع آزمائی کی۔ وہ نہ صرف جاسوسی ادب، مزاحیہ ادب بلکہ شاعری میں بھی اپنی انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔

ابن صفی ایک نثر نگار، ابن صفی ایک جاسوسی ناول نگار، ابن صفی ایک شاعر لیکن 'ابن صفی ایک طنز و مزاح نگار' کا موضوع ایک اچھوتا اور منفرد موضوع ہے۔ جب بھی اس پر کام کیا جائے گا، ابن صفی ایک اہم طنز و مزاح نگار کی حیثیت سے پطرس، رشید احمد صدیقی، فرحت اللہ بیگ، مشتاق یوسفی، ابن انشاء، کرنل محمد خان جیسے مصنفین کی صف میں کھڑے نظر آئیں گے۔

حوالا جات:۔

۱) ابن صفی ڈاٹ انفو۔ (www.ibnesafi.info)۔

۲) ڈاکٹر شمع افروز زیدی، اردو ناول میں طنز و مزاح، پراگریسو بکس لاہور، ۱۹۸۸۔

۳) میں نے لکھنا کیسے شروع کیا؟ از ابن صفی، ۱۹۷۰، نئے افق، کراچی۔

۴) 'دلیر مجرم' ابن صفی، جاسوسی ادب جلد ۶، فریدی حمید سیریز، فرید بک ڈپو پرائیوٹ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۵۔

۵) 'نئے افق'، کراچی (www.wadi-e-urdu.com)۔

۶) سدا بہار ادیب، نئے افق ڈائجسٹ، اگست ۱۹۹۳۔

۷) ''میرا آئیڈیل'' از نکہت ریحانہ۔ ماہنامہ نئے افق۔ اگست ۱۹۸۶

۸) ابن صفی مشن اور ادبی کارنامہ، مولف محمد عارف اقبال، اردو بک ریویو، نئی دہلی، جون ۲۰۱۳

۹) ماہنامہ آجکل۔ مختلف شمارے۔

۱۰) ماہنامہ ایوانِ اردو۔ مختلف شمارے۔

۱۱) ماہنامہ شاعر۔ مختلف شمارے۔